

## حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے بارے

### میں ایک استفسار

ڈاکٹر احمد حسن

مارچ ۱۹۸۰ء میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے زیر انصرام عالم اسلام کے ممتاز محقق جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے، مختلف اسلامی موضوعات پر بارہ خطبات ارشاد فرمائے، جو پہلی مرتبہ ۱۹۸۱ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں اس مجموعہ کی اشاعت دوم کا اعزاز ادارہ تحقیقات اسلامی کو حاصل ہوا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے خطبہ اول، تاریخ قرآن مجید، ص ۳۵ پر حضرت ام ورقہ کی امامت سے متعلق حدیث نقل فرمائی اور اس کی روشنی میں اپنی رائے کا اظہار فرمایا، جس پر علمی حلقوں میں ایک بحث چل پڑی۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کے فاضل محقق جناب ڈاکٹر احمد حسن صاحب نے ڈاکٹر صاحب موصوف کی رائے سے اختلاف فرمایا اور ایک تفصیلی نوٹ لکھ کر شعبہ فکر و نظر کو اشاعت کیلئے مرحمت فرمایا، ہم نے ڈاکٹر احمد حسن صاحب کا نوٹ جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کو اس گزارش کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس استفسار سے متعلق اپنی رائے سے نوازیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے از راہ عنایت جواب سے نوازا۔ ہم جناب ڈاکٹر احمد حسن صاحب کا استفسار اور جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کا جواب دونوں قارئین فکر و نظر کے مطالعے کیلئے پیش کر رہے ہیں۔

(مدیر)

ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد نے حال ہی میں دور حاضر کے نامور مورخ و محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کی ایک کتاب خطبات بہاولپور کا جدید ایڈیشن شائع کیا ہے۔ اس کے سرورق پر یہ الفاظ درج ہیں : „نسخہ مصححہ مؤلف، یعنی یہ نسخہ مؤلف کی نظر ثانی اور تصحیح کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ اگر پچھلے نسخوں میں کچھ اغلاط سہواً رہ گئی تھیں تو ان کو بھی درست کر دیا گیا ہے۔ ان خطبات کی خصوصیت یہ ہے کہ خطبہ دیتے وقت ڈاکٹر صاحب کے سامنے تحریری شکل میں کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ آپ نے یہ خطبے محض اپنی حیرت انگیز قوت حافظہ اور یادداشت کی بنیاد پر دیتے۔ کتاب کے آخر میں علمی و تحقیقی مسائل سے متعلق حوالوں کے لئے مختلف زبانوں میں اپنی جملہ تصانیف و مقالات کی ایک طویل فہرست شامل کر دی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کتاب میں زیر بحث موضوعات پر موصوف اپنی ان تصانیف میں تحقیق فرما چکے ہیں۔ یہ سب بجا و درست ہے۔ اول تو ڈاکٹر صاحب کی جملہ تصانیف ہر کتب خانہ میں موجود نہیں ہیں۔ نیز یہ نہیں معلوم کہ کس مسئلہ کے بارے میں آپ نے کس کتاب میں تحقیق فرمائی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نظر ثانی کے بعد بھی اس میں بعض چیزیں تصحیح طلب ہیں۔ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے یہ لکھا ہے کہ آپ کو „رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد کا امام مامور فرمایا تھا جیسا کہ سنن ابی داؤد اور مسند احمد بن حنبل میں ہے۔ اور یہ بھی کہ ان کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے۔ اور یہ کہ ان کا مؤذن ایک مرد تھا۔ ظاہر ہے کہ مؤذن بھی بطور مقتدی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوگا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عورت کو امام بنایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس

حدیث کے متعلق یہ گمان ہو سکتا ہے کہ یہ شاید ابتدائی اسلام کی بات ہو اور بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منسوخ کر دیا ہو۔ لیکن اس کے برعکس یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہیں اور اپنے فرائض سر انجام دیتی رہیں۔ اس لئے ہمیں سوچنا پڑے گا۔ ایک چیز جو میرے ذہن میں آتی ہے وہ عرض کرتا ہوں کہ بعض اوقات عام قاعدے میں استثناء کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استثنائی ضرورتوں کے لئے یہ استثنائی تقرر فرمایا ہوگا، (ص ۳۵) ڈاکٹر صاحب کے اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کسی محلہ کی مسجد میں امامت فرماتی تھیں۔ اور وہاں عام مساجد کی طرح عام مرد ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک آپ اپنے فرائض انجام دیتی رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ حکم استثنائی ضرورت کے پیش نظر دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس حدیث کے حوالہ کے لئے سنن ابی داؤد اور مسند احمد بن حنبل کا ذکر کیا ہے۔ جب ہم نے اس حدیث کو اصل مآخذ سے ملا کر دیکھا تو ہمیں کسی کتاب اور کسی روایت میں بھی یہ بات نہیں ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو ایک مسجد کا امام مامور فرمایا تھا۔ ذیل میں ہم اس سے متعلق احادیث کے عربی الفاظ اور ان کا ترجمہ پیش کرتے ہیں، -

سنن ابی داؤد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں

عن عبدالرحمن بن خالد الانصاری عن ام ورقہ بنت نوفل ان  
النبي صلی اللہ علیہ وسلم لما غزا بدرًا قالت: قلت له يا رسول الله،

انڈن لی فی الغزو معک، امراض مرضاکم. لعل الله ان یرزقنی شہادۃ۔ قال قرى فی بیتک، فان الله عزوجل یرزقک الشہادۃ۔ قال: فكانت تسمى الشہیدۃ۔ قال: وكانت قد قرأت القرآن۔ فاستأذنت النبی صلی الله علیہ وسلم ان تتخذ فی دارها مؤذنا، فاذن لها۔ قال: وكانت دبرت غلاما وجاریۃ۔ فقاما الیہا باللیل فغماها بقطیفة لها حتی ماتت۔ وذهبا۔ فاصبح عمر۔ فقام فی الناس : فقال : من عنده من ہذین علم او من رأہما فلیجئنی بہما۔ فامر بہما۔ فصلبا۔ فكانا اول مصلوب فی المدینة .

اس سے آگے دوسری روایت میں ہے :

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزورها في بيتها وجعل لها مؤذنا يؤذن لها وامرها أن تؤم اهل دارها۔ قال عبدالرحمن : فانا رأيت مؤذنها شيخا كبيرا (۱)

ترجمہ : عبدالرحمن بن خلاد انصاری حضرت ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کیلئے تشریف لیجانے لگے تو وہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ! مجھے اپنے ساتھ۔ اس جنگ میں شریک ہونیکے اجازت دیجئے۔ میں آپ کے مریضوں کی تیمار داری کروں گی۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت سے نوازے گا۔ آپ نے جواب میں فرمایا : اپنے گھر میں ہی قیام کرو۔ اللہ تعالیٰ (یہیں) تمہیں شہادت عطاء کرے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے انہیں شہیدہ کہا جاتا تھا۔ اور انہوں نے قرآن پڑھا ہوا تھا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی اجازت مانگی کہ وہ اپنے گھر میں ہی ایک مؤذن رکھیں۔ آپ نے ان کو اس کی اجازت دے دی۔ انہوں نے

اپنے ایک غلام اور باندی کو مدبر کر دیا تھا یعنی ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ان کی وفات کے بعد وہ آزاد ہوں گے۔ چنانچہ ایک رات کو وہ ان کے پاس گئے اور ان کے ایک ریشمی کمبل یا چادر سے ان کو ڈھانپ کر دبا دیا اور وہ انتقال کر گئیں۔ اسکے بعد یہ دونوں فرار ہو گئے۔ صبح کو حضرت عمر کو جب اسکی خبر ہوئی تو آپ نے جلسہ عام میں اعلان فرمایا : ان دونوں کے بارے میں جس کو کچھ علم ہو، یا کسی نے ان کو دیکھا ہو، تو ان کو وہ حاضر کرے۔ چنانچہ جب ان دونوں کو ان کے پاس حاضر کیا گیا تو آپ نے انہیں سولی دینے کا حکم دیا اور انہیں سولی دی گئی۔ مدینہ میں سب سے پہلے سولی پانے والے یہی دونوں تھے۔

دوسری روایت :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تھے آپ نے ان کے لئے ایک موذن مقرر فرمایا تھا جو ان کے یہاں اذان دیتا تھا آپ نے ان کو حکم دیا تھا کہ اپنے گھر والوں کو وہ نماز پڑھایا کریں۔ راوی عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے ان کے موذن کو دیکھا تھا۔ وہ بہت بوڑھے آدمی تھے۔

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو صحیح بتلایا ہے (۲)۔  
مستدرک حاکم میں یہ روایت اس طرح ہے :

عن لیلی بنت مالک و عبدالرحمن بن خلاد الانصاری عن  
ام ورقة الانصارية ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول :  
انطلقوا بنا الى الشهيدة فنزورها وامر ان يؤذن لها. وتقام وتؤم  
اهل دارها في الفرائض (۳)

ترجمہ : لیلی بنت مالک اور عبدالرحمن بن خلاد انصاری حضرت  
ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: ہمیں شہیدہ کے پاس لے چلو، تاکہ ہم اسکی زیارت کریں۔ اور آپ نے حکم فرمایا کہ ان کے لئے اذان دی جائے، اور اقامت کہی جائے۔ اور یہ کہ وہ اپنے گھر والوں کی فرض نمازوں میں امامت کریں۔

ابن قدامہ نے المغنی میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے:

وقد روى عن ام ورقة ان النبي صلى الله عليه وسلم اذن لها ان يؤذن لها ويقام وتوم نساء اهل دارها (۳)۔

ترجمہ: حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی تھی کہ ان کے لئے اذان دی جائے، اور اقامت پڑھی جائے۔ اور وہ اپنے گھر کی خواتین کی امامت کیا کریں۔

افسوس کہ ابن قدامہ نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے یہ روایت حدیث کی کس کتاب سے نقل کی ہے۔ تاہم یہ روایت ان تمام احادیث کے مخالف ہے جن میں اہل دارہا کے الفاظ ہیں۔ ابن قدامہ کی اس روایت میں نساء کا اضافہ ہے۔ جب تک ہمیں اسکا ماخذ معلوم نہ ہو اسکے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

ابن سعد نے صحابیات کے حالات میں ان کا نام اسطرح نقل کیا ہے: ام ورقہ بنت عبد اللہ بن الحارث۔ اسی کے بعد یہ روایت نقل کی ہے:

وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزورها ويسميها الشهيدة. وكانت قد جمعت القرآن - وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم حين غزا بدرًا قالت له: تأذن لي فأخرج معك ادواي جرحاكم و امراض مرضاكم . لعل الله يهدي لي شهادة - قال : ان الله مهدي لك شهادة. فكان يسميها الشهيدة . وكان

النبي صلى الله عليه وسلم قد امرها ان تؤم اهل دارها وكان لها  
 مؤذن . فقتلها في اماره عمر - فقبل ان ام ورقة غمها غلامها  
 وجاريتها فقتلها - وانهما هربا - واتى بهما فصلبهما - فكانا اول  
 مصلوبين با لمدينة - وقال عمر: صدق رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم، كان يقول: انظروا بنا - نزور الشهيدة. (۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا  
 کے پاس تشریف لے جایا کرتے اور آپ ان کو شہیدہ کے نام سے پکارتے۔  
 آپ نے قرآن حفظ کیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ  
 بدر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو ام ورقہ نے آپ سے کہا کہ آپ  
 مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے ساتھ چلوں۔ آپ کے زخمیوں کا  
 علاج کروں گی اور مریضوں کی تیمار داری کروں گی۔ شاید اللہ  
 تعالیٰ مجھے شہادت کی سعادت سے نوازے۔ آپ نے جواب میں فرمایا  
 اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت سے نوازیں گے۔ اسکے بعد سے آپ ان کو  
 شہیدہ کے نام سے پکارتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں  
 حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کیا کریں، اور اذان دینے  
 کے لئے آپ نے ان کے لئے ایک مؤذن متعین فرمایا تھا۔ وہ اپنے گھر  
 والوں کی امامت فرماتی تھیں، یہاں تک کہ ان کے ایک غلام اور  
 لونڈی نے جن کو انہوں نے مدبر کر دیا تھا، کپڑے سے ڈھانپ کر دبایا  
 اور حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں ان کو قتل کر دیا۔ پھر ان کے  
 بارے میں یہ کہا گیا کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے ایک غلام  
 اور لونڈی نے ان کو کپڑے سے دبا کر قتل کر دیا۔ پھر دونوں فرار ہو  
 گئے۔ بعد میں ان کو گرفتار کر لیا گیا اور سولی دیدی گئی۔ مدینہ  
 میں پہلی بار ان دونوں کو سولی دی گئی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ آپ کہا کرتے تھے۔  
 ہمیں شہیدہ کی زیارت کے لئے لے چلو۔

مسند امام احمد بن حنبل کی روایت کے الفاظ یہ ہیں :

عن الوليد بن عبدالله بن جميع قال حدثني عبدالرحمن بن خلاد الانصاري وجدتي عن ام ورقة بنت عبدالله بن الحارث ان نبى الله صلى الله عليه وسلم كان يزورها كل جمعة وانها قالت : يا نبى الله يوم بدر، اتاذن فاخرج معك امراض مرضاكم واداوى جرحاكم. لعل الله يهدى لى شهادة - قال : قرى - فان الله عزوجل يهدى لك شهادة، وكانت اعتقت جارية لها - وغلاما عن دبر منها فطال عليهما - فغماها فى القטיפه حتى ماتت وهربا - فاتى عمر فقيل له: ان ام ورقة قد قتلها غلامها وجاريتها وهربا - فقام عمر فى الناس فقال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يزور ام ورقة يقول: انطلقوا نزور الشهيده - وان فلانة جاريتها وفلانا غلامها غماها ثم هربا - فلا يؤويهما أحد - ومن وجدهما فليات بهما - فاتى بهما - فصلبا - فكانا اول مصلوبين .

دوسری روایت :

عن الوليد حدثتنى جدتى عن ام ورقة بنت عبدالله بن الحارث الانصاري وكانت قد جمعت القرآن - وكان النبى صلى الله عليه وسلم قد امرها ان تؤم اهل دارها وكان لها مؤذن - وكانت تؤم اهل دارها (٦)

ترجمہ : ولید بن عبد اللہ بن جمیع عبدالرحمن بن خلاد انصاری اور اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں ، اور یہ دونوں حضرت ام ورقہ بنت عبد اللہ بن الحارث سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو ان سے (ام ورقہ سے) ملنے تشریف لے جاتے تھے - انہوں نے آنحضرت صلی اللہ سے غزوہ بدر کے موقع پر یہ کہا تھا کہ



اے اللہ کرے نبی کیا آپ مجھے اسکی اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ جنگ میں شرکت کر لٹے چلوں ، میں آپ (مسلمانوں) کے بیماروں کی تیمارداری کروں گی، اور ان کے زخمیوں کا علاج کروں گی۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت نصیب فرمائیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ یہیں ٹھہری رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور شہادت کی دولت سے نوازیں گے۔ انہوں نے اپنے ایک غلام اور ایک لونڈی کو مدبر کیا تھا۔ یعنی اپنی وفات کے بعد انہیں آزاد کرنے کا ان سے معاہدہ کیا تھا۔ لیکن یہ مدت بہت لمبی ہو گئی۔ چنانچہ انہوں نے ان کو ایک چادر سے ڈھانپ کر سختی سے دبایا، یہاں تک کہ وہ انتقال کر گئیں۔ وہ دونوں خود بھاگ گئے۔ حضرت عمر تشریف لائے تو ان سے کہا گیا کہ حضرت ام ورقہ کو ان کے ایک غلام اور لونڈی نے قتل کر دیا اور خود فرار ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر نے مجمع عام میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ورقہ سے ملنے تشریف لے جایا کرتے تھے اور فرماتے تھے: چلو ایک شہید خاتون سے ملاقات کریں۔ ان کی فلاں لونڈی اور فلاں غلام نے دبا کر ان کو قتل کر دیا ہے اور فرار ہو گئے ہیں۔ آپ لوگوں میں سے کوئی شخص بھی ان کو پناہ نہ دے۔ جس شخص کو وہ مل جائیں انہیں یہاں حاضر کرے۔ چنانچہ انہیں پکڑ کر حاضر کیا گیا۔ اور دونوں کو سولی دیدی گئی۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے سولی پانے والوں میں یہی دونوں تھے۔

دوسری روایت :

ولید اپنی دادی سے اور وہ ام ورقہ بنت عبد اللہ بن الحارث انصاری کے بارے میں کہتی ہیں کہ انہوں نے قرآن حفظ کیا تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ نماز میں

اپنے گھر والوں کی امامت کیا کریں، اور ان کے ایک موذن بھی تھے۔  
وہ اپنے گھر والوں کی امامت فرماتی تھیں۔

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے یہی حالات جو حدیث کی ان روایات سے معلوم ہوتے ہیں ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب اور الاصابہ فی تمييز الصحابة میں، ابن الاثیر نے اسد الغابہ فی معرفة الصحابة میں، اور ابن عبدالبر نے استيعاب فی معرفة الاصحاب میں ذکر کئے ہیں۔ وہاں بھی مسجد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ہر روایت میں یہی بات کہی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ اپنے گھر میں اپنے گھر والوں کو نماز پڑھاتی تھیں۔ ان سب روایات کے سامنے آنے کے بعد ڈاکٹر صاحب کا یہ فرمانا کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد کا امام مامور فرمایا تھا اور یہ بھی کہ ان کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے، محل نظر ہے۔ مردوں سے مراد اگر ان کا موذن اور غلام مراد ہے تو یہاں تک تو یہ بات درست ہے لیکن اگر وہ کسی محلہ میں مسجد کی امام تھیں اور اس محلہ کے عام مرد ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو اس کی تصدیق کسی حدیث سے نہیں ہوتی۔ اپنے گھر میں اپنے گھر والوں کی امامت کرنا، جن میں مرد بھی شامل تھے، اور مسجد میں عام مسلمانوں کی امامت کرنا، ان دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مذکورہ بالا تمام روایات میں واضح الفاظ موجود ہیں کہ،،امرھا ان تؤم اهل دارھا، ( آپ نے ان کو حکم دیا تھا، یا اجازت دی تھی کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کیا کریں) مسجد کا ذکر کسی ایک روایت میں بھی موجود نہیں ہے۔

ڈاکٹر صاحب محترم سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ مدینہ کی وہ کونسی مسجد تھی جس میں آپ امامت فرماتی تھیں؟ اور اس مسجد

کا ذکر کس حدیث میں آیا ہے؟ موصوف نے سنن ابی داؤد اور مسند امام احمد بن حنبل کا حوالہ دیا ہے ان کتابوں سے ہم نے دونوں روایات اوپر نقل کر دی ہیں۔ ان میں اور دوسری کتابوں میں بھی کہیں، دور دور مسجد کا ذکر نہیں ہے ادارہ تحقیقات اسلامی نے خطبات بہاولپور کا نیا ایڈیشن خود فاضل مؤلف کی نظر ثانی اور تصحیح کے بعد شائع کیا ہے۔ اس لئے ہمیں یقین ہے کہ تصحیح کے وقت ڈاکٹر صاحب کی نظر اس حدیث پر بھی ضرور پڑی ہو گی اور موصوف کے پاس ضرور اسکی کوئی دلیل موجود ہو گی کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی کسی مسجد کا امام مامور فرمایا تھا۔ اور عام مسلمان مرد بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالیں گے اور اسکی وضاحت فرمائیں گے۔

درحقیقت ڈاکٹر صاحب کے اس ارشاد سے کہ حضرت ام ورقہ ایک مسجد میں امامت فرماتی تھیں، اور موصوف کے بقول حضرت عمر کے زمانہ تک وہ یہ فریضہ انجام دیتی رہیں، غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ترقی پسند مسلمان صحافی اور دانشور موصوف کے اس بیان سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ عہد نبوی میں تو خواتین مساجد میں امامت بھی کرتی تھیں، اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کو مردوں کے مساوی حقوق دینے تھے متاخر دور میں ان کے یہ حقوق سلب کر لئے گئے۔

جہاں تک فرض اور تراویح کی نماز میں خواتین کا مردوں کی امامت کرنے کا تعلق ہے تو جمہور فقہاء کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے خود بھی اس واقعہ کو استثنائی حکم قرار دیا ہے۔ جمہور فقہاء کے دلائل احادیث اور تعامل صحابہ کی روشنی میں

حدیث وفقہ کی مبسوط کتابوں میں مذکور ہیں۔ لیکن امام ابو ثور اور امام مزنی نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے خواتین کو فرض اور نفل نمازوں میں مردوں کی امامت کی اجازت دی ہے۔ اور ان کے نزدیک اس میں کوئی قباحت نہیں، امام طبری صرف تراویح کی نماز میں عورتوں کی امامت کی اجازت دیتے ہیں، بشرطیکہ کوئی مرد حافظ موجود نہ ہو۔ ایسی صورت میں مرد بھی ان کی اقتدا کر سکتے ہیں۔

حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ خواتین کی امامت فرض اور نفل نمازوں میں کیا کرتی تھیں اور درمیان صف میں کھڑی ہوتی تھیں (>) تاہم اس استفسار میں خواتین کی امامت کا مسئلہ زیر بحث نہیں ہے۔ بلکہ صرف اس امر کی تحقیق مقصود ہے کہ کیا واقعی حضرت ام ورقہ مدینہ منورہ میں کسی مسجد میں نماز پڑھاتی تھیں جیسا کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے اپنی اس کتاب میں ذکر فرمایا ہے، یا صرف اپنے گھر میں اپنے اہل خانہ کو نماز پڑھاتی تھیں، جیسا کہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے جو ہم نے اوپر نقل کی ہیں؟

## حواشی و حوالہ جات

- ۱۔ ابو داؤد۔ سنن ابی داؤد مع شرح عون المعبود۔ دارالکتب العربی۔ بیروت تاریخ طباعت درج نہیں۔ ج ۱۔ ص ۲۳۰
- ۲۔ صنعانی۔ محمد بن اسمعیل کحلانی۔ سبل السلام۔ قاہرہ۔ مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ تاریخ طباعت درج نہیں۔ ج ۲۔ ص ۳۵
- ۳۔ الحاکم۔ المستدرک۔ ریاض۔ مکتبۃ المعارف۔ تاریخ طباعت درج نہیں ج ۱۔ ص ۲۰۳۔
- ۴۔ ابن قدامہ۔ المغنی۔ قاہرہ۔ دارالمنار۔ ۱۳۶۶ھ۔ ج ۱۔ ص ۳۲۲
- ۵۔ ابن سعد۔ طبقات ابن سعد۔ لیڈن۔ ۱۳۲۱ھ۔ ج ۸۔ ص ۳۲۵
- ۶۔ احمد بن حنبل۔ مسند احمد بن حنبل۔ بیروت۔ دارصادر۔ تاریخ طباعت درج نہیں۔ ج ۶۔ ص ۳۰۵۔

- < - شمس الدین عظیم آبادی - عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد - بیروت دارالکتاب العربی  
تاریخ طباعت درج نہیں - ج ۱ - ص ۲۳۰ - ۲۳۱ - نیز ملاحظہ ہو: صنعانی سبیل السلام -  
محولہ بالا ایڈیشن - ج ۲ - ص ۲۸ - ۲۹ - ۳۵ -
-